مجاہد الحسینی

علامہ حسین میر کاشمیری کی نمکین باتیں

ایک شگفتہ مزاج ادیب۔ ایک منفرد علمی مزاح نگار

برصغیر پاک و ہند میں اردو ادب کے بہت سے مزاح نگار اور شگفتہ گو ہو گزرے ہیں، ان میں اکبر الہ آبادی، احمق پھپھوندوی، چراغ حسن حسرت، عبدالمجید سالک، ملا رموزی، حاجی لق لق، شوکت تھانوی، مجید لاہوری کے نام خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ لیکن ان میں علامہ حسین کاشمیری کا رنگ جدا تھا۔ وہ ان سب میں یگانہ روزگار تھے۔

علامہ حسین میر کو اس دور کے نامور صحافیوں اور شہر آفاق اہلِ قلم مولانا ظفر علی خان، چودھری افضل حق، مولانا غلام رسول مہر، مولانا مرتضی احمد خاں میکش، علامہ ابو سعیدی بزمی، عبدالمجید سالک، شورش کاشمیری اور دیگر عظیم شخصیات کی رفاقت میں کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ علامہ حسین کاشمیری کے رشحات قلم روزنامہ زمیندار، روزنامہ احسان، روزنامہ آزاد، روزنامہ نوائے پاکستان، روزنامہ آفاق، "ضیافت بریچ" اور دوسرے اخبارات و رسائل کی زینت بن چکے ہیں۔

علامہ حسین میر کاشمیری امرتسر (بھارت) میں پیدا ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے مختلف مقامات پر محکمہ اطلاعات کے انفریشن افسر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دی ہیں۔

علامہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ لوگ انسانی اشیاء خوردنی میں کھوٹ اور ملاوٹ، کے باعث صحت مند غذاؤں کے فقدان کا رونا رو رہے ہیں اور مجھے اس بات پر رونا آتا ہے کہ اردو ادب میں غیر صحت مند الفاظ کی ملاوٹ سے نمکیات میں سخت کمی واقع ہو گئی ہے۔ اس لئے میں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ اردو ادب کو وٹامن اے بی سی "ABC" کے ساتھ مزید نمکیات اور "آئرن" مہیا کرتا رہوں۔

اردو ادب میں نثر نگاری کو وٹامن (اے) کا۔ آزاد غزل کو (سی) کا۔ منظومات کو "آئرن" کا اور طنز و مزاح کو نمکیات کا درجہ حاصل ہے۔ چنانچہ "المزاح فی الکلام کالملح فی الطعام" کے مصداق میں نے اپنے لئے "مزاح" کو پسند کیا ہے۔

علامہ حسین میر سے پہلی ملاقات

علامہ حسین میر کی شگفتہ تحریروں کی معرفت اگرچہ قیام پاکستان سے پہلے غائبانہ تعارف تھا، علامہ صاحب کی نگارشات اور حاجی لق لق" کے "لقلقیات" بڑی دلچسپی سے پڑھا کرتا تھا مگر ان سے ملاقات کا اعزاز مجھے روزنامہ آزاد لاہور کے زمانہ ادارت میں ہوا۔

ماسٹر تاج الدین انصاری صدر مجلس احرار اسلام پاکستان دفتر میں تشریف فرما تھے کہ علامہ حسین میر

تشریف لائے، بھاری جسم، سر پہ سُرخ ترکی ٹوپی، موٹی موٹی آنکھیں جن سے شرارت ٹپکتی تھی، گھنی سفید داڑھی۔

علامہ صاحب کی آمد پر ماسٹر صاحب نے زور دار قہقہے کے ساتھ علامہ صاحب کا خیر مقدم کیا۔ علامہ۔ اچھا ہوا تم آگئے۔ کئی روز سے طبیعت بڑی اداس تھی۔

علامہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے، اور داڑھی کھجلاتے ہوئے میری طرف گھور کر دیکھا۔ محترم ماسٹر تاج الدین صاحب نے میرا تعارف کرایا۔

علامہ حسین میر:

اچھا۔ تسیں مفتی امین الحسینی دے چھوٹے بھائی او۔ یا تسیں وی کسی ریاست دے جلاوطن مفتی او:

میں نے عرض کیا۔ میں سلطانپور لودھی ریاست کپور تھلہ سے مہاجر ہوں۔ بعد ازاں علامہ صاحب کے ساتھ گہری نیاز مندی ہو گئی، وہ جب تک زندہ رہے نہایت التزام کے ساتھ ملاقات سے مشرف فرماتے تھے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران روزنامہ آزاد سال بھر کے لئے بند اور میں سال کے لئے لاہور سنٹر جیل کی پس دیوار قید ہو گیا۔ سال کے بعد رہائی ملی۔ روزنامہ آزاد کی جگہ نوائے پاکستان کا اجراء ہوا۔ تو علامہ صاحب نے مہربانی فرمائی۔ ایک روز تشریف لائے۔ فرمایا۔

مجاہد: توں اپنا سال اینویں برباد کردتا ای، تینوں میرا نسخہ یاد نہ آیا؟

میں نے دریافت کیا۔ علامہ صاحب وہ نسخہ کونسا تھا؟

کہنے لگے: مینوں وی چودھری افضل حق دے سمجھاؤن دے باوجود اک واری انگریزی حکومت دے خلاف بلکہ برخلاف جلسے دی صدارت دا شوق اُٹھیا۔ جس دی پاداش وچ مینوں پھڑ لیا گیا۔ توں جان دا ایں۔ اساں انگریزاں نال "عدم تعاون" کیتا سی، ایہہ کسطراں ہوسکدا سی کہ جیل دے اندر وی رہ کے انگریزی حکومت نال "تعاون" کردے۔ بس جیل دے اندر پیر رکھن دی دیر سی فوراً جیل اتے لعنت بھیج دتی۔ تے میں باہر:

میں نے عرض کیا۔ علامہ صاحب جیل اُتے لعنت کس طراں:؟

فرمایا: بس معافی منگی تے جیلوں باہر:

او مجاہد۔ میں تو چودھری افضل حق کے ساتھ دوستی نبھانے اور اس دفتر میں اپنا ٹھرک پورا کرنے آجاتا ہوں، مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ تو بھی چودھری صاحب کی جانشینی کا صحیح حق ادا کر رہا ہے۔ تیرے اندر بھی وہ "ذوق نمکیات" موجود ہے۔

میں نے عرض کیا۔ ذوق یا ذائقہ۔؟ اس پر مسکرا دیئے۔

دو بھگوڑے

علامہ حسین میر جب بھی تشریف لاتے دفتر کی سیڑھیاں چڑھتے اپنے مخصوص لہجے میں گنگناتے ہوئے اپنی آمد کا اعلان عاجز امرتسری کے اس شعر سے کیا کرتے تھے۔

او مجاہد نمازیا کیوں بیٹھا ہمت ہار توں
رکھ کے مولاتے بھروسہ ہو ذرا تیار توں

علامہ صاحب کمرے میں تشریف لاتے ہی فرماتے:

دنیا میں دو بھگوڑے مشہور ہیں۔ ایک مفتی امین الحسینی وہ فلسطین کا بھگوڑا ہے۔ اور ایک مجاہد الحسینی یہ ریاست کپور تھلے کا بھگوڑا ہے۔

باغ و بہار شخصیت

بہر نوع علامہ صاحب ایک باغ و بہار شخصیت تھے، ان کی آمد پر دفتر زعفران زار بن جاتا پھر کلیاں چٹکتیں، شگوفے پھوٹتے، اور پھول کی پتیاں بکھر جاتیں۔ علامہ صاحب کی دفتر میں تشریف آوری پر ماسٹر تاج الدین انصاری اور جانباز مرزا موجود ہوتے تو رونق دوبالا ہو جاتی تھی۔

علامہ صاحب۔ فرماتے کہ دنیا میں مخلوق خدا کو تنگ کرنے والے اور لوگوں کو رلانے والے تو بہت ہیں ہنسانے والے ان کی زندگیوں کو خوشیاں دینے والے تھوڑے ہیں۔ لوگوں کی اداسیاں دور کر کے ان کے چہروں پر بشاشت لانے والے ہی اللہ کے محبوب ہیں اسی لئے تو قرآن کریم میں جنتیوں کی بابت ارشاد ہے۔

وجوه يومئذ مسفرة ضاحكة مستبشرة

کہ اس دن ایمان والوں کے چہرے دمک رہے ہوں گے، ان کے چہروں پر مسکراہٹیں اور خوشیاں ہونگی۔

علامہ صاحب فرمایا کرتے تھے لوگوں کو خوشیاں دو۔ ان کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھیرو۔ یہ بھی جنت میں جانے کا کام ہے۔

دستر خوان کا ساتھی

علامہ حسین میر کے طنز و مزاح میں علمی نکات ہوتے تھے۔ بات بات میں اکل و شرب اور کھانے پینے کا ذکر ضرور کیا کرتے تھے، اکثر فرمایا کرتے کہ قرآن کریم میں کلوا واشربوا کا بہت ذکر آیا ہے۔

لاہور کے وائی ایم سی اے ہال میں چودھری افضل حق کی یاد میں ایک تقریب تھی، شیخ حسام الدین صدر محفل تھے۔ ماسٹر تاج الدین انصاری، آغا شورش کاشمیری، عبداللہ ملک، جانباز مرزا اور دیگر حضرات نے اپنے اپنے انداز میں چودھری افضل حق کی علمی ادبی اور سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

علامہ حسین میر کی باری آئی۔ تو زور کے ساتھ اپنی سرخ ٹوپی کا پھندنا ہلاتے اور ہاتھوں کو لہراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

یہ ٹھیک ہے یہاں پر کوئی افضل حق کا "ریل" کا ساتھی ہے کوئی جیل کا ساتھی ہے لیکن ان سب میں واحد میں ہوں جو افضل حق کا "دستر خوان" کا ساتھی ہے۔ اور پورا ہال زور دار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

کباب و طعام

علامہ حسین میر سے طعام و کباب اور "ماکولات" کو موضوع سخن بنانے کی وجہ دریافت کی گئی تو جواب دیا کہ

خوراک ہی تو ایک باوفا مسئلہ ہے جو انسانی زندگی کے آخری سانس تک ساتھ نبھاتا ہے، یاد رکھو۔

"زیستن برائے خوردن است نہ کہ خوردن برائے زیستن"

یعنی زندگی کھانے پینے کے لئے ہے نہ کہ کھانا پینا برائے زندگی"

چنانچہ علامہ حسین میر نے زندگی میں کھانے پینے کو ہی موضوع سخن بنائے رکھا، لوگ نظریات کی تبلیغ کے لیے کانفرنسوں اور اجتماعات کا انعقاد کرتے ہیں علامہ صاحب نے کئی کباب کانفرنسیں منعقد کیں۔ حتی کہ اس دور کے سب سے بڑے اردو اخبار روزنامہ زمیندار کے خاص نمبر شائع کر کے ان میں کباب اور پلاؤ کی تاریخ اور ارتقائی منازل پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ ان کی اس سلسلے میں کئی نظمیں شائع ہو چکی ہیں، چند اشعار درج ذیل ہیں۔

تعریف اس خدا کی جس نے پلا بنایا
کیسی بنائی بوٹی کیا قورما بنایا
انگریز کے مقدر میں تو نے لکھے آکو
اور ہندیوں کا سالن کیا چٹپٹا بنایا

نظام شکم ہی کے موضوع پر علامہ حسین میر کی طویل نظم کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

تمہی سے اے شکم ورو! جہان کا ثبات ہے
بٹیر کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
چھری چلی جو گردنوں پر اف کیا نہ بٹ کیا
پلاؤ بھری تھالیوں کو خوب ہم نے چٹ کیا
ہماری توند آج بھی "قدور راسیات" ہے

قدور راسیات (جنات کی تیار کردہ بڑی دیگیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں لوگ سیڑھی لگا کر ان کے منہ تک پہنچتے تھے)

خشوع و خضوع کی نماز

علامہ حسین میر ایک دن صبح ہی میرے دفتر آزاد لاہور میں تشریف لے آئے۔ میں نے کہا علامہ صاحب آج کوئی خاص اہتمام معلوم ہوتا ہے۔

کہنے لگے۔ یار۔ آج شام کو تیار رہنا حضرت کی خدمت میں جانا ہے (حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، ماسٹر تاج الدین انصاری اور دوسرے بڑے جلیل القدر علماء کرام کے پیر و مرشد تھے)

حضرت: ان دنوں صوفی عبدالحمید مرحوم سابق وزیر زراعت پنجاب کی کوٹھی واقع وارث روڈ پر مقیم تھے۔

علامہ صاحب حسب پروگرام نماز عصر سے پہلے ہی تشریف لے آئے اور اسی وقت ہم صوفی صاحب کی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ ان دنوں اتفاقاً مولانا ابوالحسن علی ندوی اور مولانا محمد منظور نعمانی ایڈیٹر الفرقان لکھنؤ بھی تشریف لائے ہوئے تھے اور اپنے پیرومرشد حضرت رائے پوری کی خدمت میں اکتساب فیض کے لئے حاضر تھے۔ ان کی خدمت میں کچھ باتیں ہوئیں تو نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ اذان کے بعد جماعت کھڑی ہوئی تو حضرت رائے پوری کے خلیفہ حضرت مسعود علی آزاد لکھنوی نے امامت کے فرائض دیئے۔ حضرت شیخ رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ کی بیماری اور نقاہت کی رعایت میں طریق سنت کے مطابق امام صاحب نے قرآن کریم کی سب سے چھوٹی آیات (سورہ عصر اور سورہ کوثر) اور مختصر تسبیحات پڑھ کر ذرا جلدی نماز پڑھا دی۔

نماز سے فارغ ہوئے تو علامہ حسین میر نے جلدی سے آ کر؟ متانت آمیز لہجے میں کہا۔ سبحان اللہ: زندگی میں آج پہلی مرتبہ صلوٰۃ خشوع و خضوع اداء کی گئی ہے۔ میں نے کہا۔ علامہ صاحب۔ صلوٰۃ خشوع و خضوع سے کیا مراد ہے؟

فرمایا۔ کہ امام صاحب نے اسقدر عجلت اور تیز رفتاری کے ساتھ امامت کرائی ہے کہ شیطانی وسوسے کا موقع اور چانس ہی نہیں آنے دیا گیا۔

کباب کی پیشکش سنت ابراہیمی

نماز مغرب کے بعد حضرت شیخ رائے پوری کے ہاں ذکر و فکر کی محفل ہوتی تھی اس لئے ملاقاتوں کا سلسلہ منقطع ہو جاتا تھا، علامہ صاحب نے چند روز پھر اسی طرح حضرت شیخ رائے پوری سے ملاقات کی سعادت پانے کا پروگرام بنایا تو ان دنوں حضرت صوفی صاحب کی رہائش گاہ سے حاجی عبدالمتین صاحب کی رہائش

گاہ واقع متصل شملہ پہاڑی ایمپریس روڈ پر منتقل ہو چکے تھے۔ ان دنوں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی بھی حضرت کی خدمت میں موجود تھے۔

حضرت امیر شریعت نے اپنے انداز میں علامہ صاحب کا حضرت کی خدمت میں تذکرہ کیا تو علامہ صاحب کو کھل کر بات کہنے کا موقع مل گیا۔

علامہ صاحب نے حضرت کی توجہ مبذول کراتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹے کی خوشخبری دینے کی غرض سے انسانی شکل و صورت میں آئے ہوئے مہمان فرشتوں کا واقعہ سناتے ہوئے بتایا کہ حضرت ابراہیم نے ان مہمانوں سے ہماری طرح یہ دریافت نہیں کیا تھا۔

فرمائیے: جناب کیا شوق فرمائیں گے؟

ٹھنڈا مشروب یا چائے؟ روٹی تناول فرمائیں گے؟

یہ انٹیروگیٹو موڈ (INTERROGATIVE MOOD) یعنی استفساری لہجہ قطعاً غیر شرعی ہے۔

سنت ابراہیمی تو یہ ہے کہ انہوں نے مہمانوں کو بٹھایا اور گھر میں جا کر بچھڑا ذبح کیا اس کے کباب تیار کرائے اور لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔ فجاء بعجل سمین بچھڑے کا بُھنا ہوا گوشت لائے۔ اور سامنے رکھ کر فرمایا۔ الا تاکلون بھئی کھاتے کیوں نہیں ہو؟

تو انہوں نے جواب دیا۔ ہم تو فرشتے ہیں اور صرف بیٹے کی خوشخبری دینے کے لئے آئے ہیں۔

علامہ صاحب نے بتایا۔ کہ اس سارے واقعے سے ایک بات تو یہ ثابت ہوئی کہ مہمانوں سے کھانے پینے کی بابت کچھ دریافت نہیں کرنا چاہئیے۔ دوسری بات یہ کہ ان سے پوچھے بغیر گوشت کے کباب تیار کرا کے مہمان یعنی میرے جیسے مہمان کے سامنے لا رکھنے چاہئیں۔

تیسری بات یہ کہ سارا غیب کا علم اللہ کے سوا اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ مخلوق کو صرف عطا کردہ ہے۔ اگر حضرت ابراہیم عالم الغیب ہوتے تو بچھڑے کی جان تو نہ جاتی انہیں خود ہی پتہ ہوتا کہ یہ تو فرشتے ہیں انہیں خوراک اور کبابوں کی ضرورت نہیں ہے اور علیک سلیک کے بعد وہیں گفتگو شروع کر دیتے۔

آخری بات یہ کہ مہمانوں کی چائے، لسی، یا دیگر اشیاء خوردنی سے تواضع کرنا انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔ سنت ابراہیمی کے مطابق صرف کباب ہی سے تواضع ہونی چاہئیے۔

نہ ان کی نبوت سچی نہ خبریں

روزنامہ زمیندار یا شہباز کے زمانہ ادارت کی بات ہے ان دنوں علامہ صاحب نیوز ایڈیٹر تھے۔ اخبار کی آخری کاپی اس دور میں رات ایک بجے کے بعد کی ریڈیائی خبریں سن کر پریس روانہ کی جاتی تھی۔ پرچہ تیار ہونے میں سنگل کالم کی کچھ جگہ رہ گئی تھی۔ ساتھیوں نے علامہ صاحب سے تقاضا کیا کہ خبریں ختم ہو گئی ہیں اور کتابت کے لئے مزید کچھ چاہئیے تا کہ خالی جگہ خبر سے پر ہو جائے اور اخبار کی آخری کاپی پریس بھیجدی جائے۔

علامہ صاحب نے حسب معمول داڑھی کھجلاتے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور بھارت، ملاپ ہندو اخبارات کے ساتھ ساتھ زمیندار، انقلاب اور احسان کے علاوہ قادیانیوں کے اخبار الفضل کو بھی غمناک لہجے اور بھرائی ہوئی آواز میں ٹیلیفون پر بتایا۔

میں ظفر اللہ بول رہا ہوں ایک افسوسناک خبر ہے کہ آج میاں بشیر الدین محمود کا انتقال ہو گیا ہے۔

دن کے مختلف اخبارات میں ان کی بیماری کی خبریں اور قادیانی اخبار الفضل میں تو "اخبار الاحمدیہ" کے زیر عنوان باقاعدہ بولٹین شائع ہوتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے رات بے چینی میں گزاری اور ان کی صحت نہایت خراب ہو چکی ہے۔ ایسے ماحول میں مرزا صاحب کی وفات کی اطلاع پر سب نے یقین و اعتماد کیا۔ مختلف اخبارات کے دفاتر کے عملے نے الفضل کو ٹیلیفون کر کے تصدیق چاہی تو اس کے عملے نے بھی سر ظفر اللہ خاں کے حوالے سے انتقال کی تصدیق کی۔ چونکہ رات کافی گزر چکی تھی اس لئے مزید معلومات حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ باقی اخبارات نے تو ٹیلیفون کے حوالے مرزا محمود کے وفات کی خبر شائع کر دی لیکن علامہ صاحب نے ٹیلیفون کے حوالے سے پوری خبر من و عن شائع کر کے آخر میں یہ الفاظ شامل کر دیئے۔

مگر ہمارا ایمان یہ ہے کہ ان کی نبوت سچی نہ ان کی خبریں!

سیاسی ترانہ

علامہ حسین میر نے مختلف ترانوں پر تضمین کی ہے، ان کا ایک ترانہ اگرچہ مختصر ہے مگر اسمیں جو تاریخی حقائق سموئے ہیں وہ انہی کا حصہ ہے۔

زندگی زندانیوں کے دم سے ہے
لیڈری بے ایمانیوں کے دم سے ہے
لیگ آغا خانیوں کے دم سے ہے
اور چائے باقر خانیوں کے دم سے ہے

خطبہ کرسمس

علامہ حسین میر نے کئی مزاحیہ تضمینیں بھی کی ہیں، ان میں سے خطبہ کرسمس خصوصاً لائق مطالعہ ہے۔ یہ خطبہ جن دنوں لکھا گیا اس وقت علماء سو کی ایک جماعت انگریز حکمرانوں کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان تھی۔ لاہور ہائی کورٹ کے ساتھ واقع حضرت شاہ چراغ علیہ الرحمۃ کی خانقاہ سے متصل مسجد شاہ چراغ حکومت کی تحویل میں تھی، لاہور کی انجمن اسلامیہ جس کے زیر اہتمام لاہور کے کئی تعلیمی اداروں اور مساجد کے ذریعہ خدمات انجام دی جا رہی تھیں سابق چیف جسٹس سید نسیم حسن شاہ کے والد سید محسن شاہ انجمن کے صدر تھے۔ علامہ حسین میر نے مسجد کی واگزاری کے حوالے سے خطبہ کرسمس لکھتے ہوئے وضاحت کی کہ مسجد شاہ چراغ کی واگزاری کے بعد اس کا پہلا خطبہ جمعہ محسن شاہ صاحب پڑھائیں اور ارد گرد ماحول چونکہ حکومت کے

کاسہ لیسوں اور ٹوڈیوں پر مشتمل تھا اس لئے ان کے سامنے انگریزی حکومت اور اس کے گماشتوں کی تعریف و توصیف ہونی چاہئیے۔ خطبہ کرسمس درحقیقت فرنگی حکومت کی کارگزاری، اس کے ٹوڈیوں کی وفا شعاری اور اسکے نظام سیاست کی آئینہ دار ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ حسین میر نے ان کی خوب ترجمانی کی ہے۔

گارڈ سیودی کنگ ایمپرَر۔ اَلّذی ستَویٰ کُرسیّہ فِی قَصرِا البَکنگھمِ وَالونڈسَر۔ وَالذّریڈ ناٹ تَجری بِاَمرہ مِنَ السّنکھا پورالی الدّوار۔ وَالاِیروپلینَ تَطَیّرُ فِی جوّالسّماءِ مِنَ الکَرائڈ اِلَی الپشاوَر۔ ثُمّ یَمطرَمطرَ النّارِ علیٰ قَبَائلِ الخَارِوَالخَیبَر۔ تَقشَعرَ بِھَا جُلودُالنّوَابِ وَالخَان بَھَادَر۔ یَسجُدُلَہُ العُلمَاءِ السُوءِ فِی الدّفتَرِ وَالزّعمَاءُ فِی الکَونسَلِ وَالنّبِی اَلکَاذِبُ فِی القَادِیانِ وَالاُمَیّونَ فِی الاَمرَتسَر۔ لِاَنّ عندہ الفلوسُ وَالڈالَر وَلَہ وَسَائلُ السّی آئی ڈی وَالسرّہ وَمَن کانَ فِی جیبِہ ڈالر فَلَہ کُرسِیۃ فِی الدّفتَر۔ اِنّ فِی ذَالِکَ عِبرَۃ لِموسلینی وَالھٹلَر۔

اَمّابعد یا مَعشَرِالحِرصِ وَالھَویٰ اِنّ کِھیرالتَاکِ تَاکُ الطّعَامِ وکھیر التّذکرۃِ ذکر المائدۃ۔ وَشرّالعَمَلِ اَلاَیجی ٹیشَن لِانّ الاَیجیٹیشن تَھدی اِلیٰ سَنٹرل جیلَ وَلکم التملّق مَن تَمَلّقَ فَقَد نَجی وَلہ المربعۃ الاَراضِیِ وَالسَرٹیفیکیٹِ وخطَابُ السّر۔ گارڈ سیو آور من شرِ پولیسِنَا وَمِن سُلوکِ مجسٹریٹنا اتقوامن فَرَاسۃ الپولیس فَاِنھا تَنظرُ بِنورالانکلیسِ۔ وَلکُمُ المَارچ اِلی القَادِیان لاِنّ فیہ النّبیُ الکَاذِب۔ اعلموا ان کھیرالدّوَلِ دَولۃِ البَرطانیۃ وکَھِیرُ البُکِ جی سی پی رپورٹ۔ و کھیر المقامات بارکس کورٹ۔ وکھیرالقَوانینَ لااَیمَنڈمنٹ ایکٹ۔ وکھیرالمواثیق اوٹاوہ پیکٹ۔ اَلَا لَا اَیمَانَ لِمَن لَاکَارَ لہ وَلَا کوٹھی لہ وَلَا ٹیلفونَ لہ۔ وَابتَغُو اِلیہِ الوَسیلَۃ بِالگِفٹ۔ فِی الکرِسمِس۔ یَحفُظکُم عن التعطّل وَالڈسمس۔ وَیُزَوّجکُم بلبیُوٹِی فُل مِس۔ گارڈ سیودی کنگ اینڈ گارڈ سیودی جمیع الجواسیس۔ آئی مَین۔ علامہ میر آخر میں اپنی پوپلی کا پھندنا ہلاتے ہوئے زوردار لہجے میں یہ شعر پڑھتے ہیں۔

آ تجھ کو بتاؤں میں تصویر بلم کیا ہے
ہے کلچہ کباب اول ہے کلچہ کباب آخر